باب پنجم

حسن معاملات و معاشرت

حقوق العباد

(اساتذہ کرام، معاون عملہ، زوجین، اولاد، بیوہ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- حقوق العباد کا معنی و مفہوم اور اہمیت جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں اساتذہ کرام، معاون عملہ، زوجین، اولاد، بیوہ کے حقوق کے بارے میں جان سکیں۔
- سیرت نبوی، سیرت اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مذکورہ حقوق کی پاسداری کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مذکورہ حقوق کی عدم ادائیگی کے دنیوی اور اُخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- عملی زندگی میں انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کرنے والے بن سکیں۔
- آخرت میں حقوق العباد کی جواب دہی کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے حقوق کی عدم ادائیگی سے اجتناب کر سکیں۔

حقوق العباد کا مفہوم اور اہمیت

حقوق العباد کا لفظی معنی ہے بندوں کے حقوق۔ اسلام میں معاشرتی نظام کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات میں حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ حقوق العباد میں اپنے بیگانے، ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں سے صلہ رحمی، بنی نوع انسان کے ساتھ حسن سلوک، جانوروں کے ساتھ ہمدردی وغیرہ نیز اجتماعی و معاشرتی حقوق کا وسیع تصور شامل ہے۔ قیامت کے روز جیسے اللہ کے حقوق مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ کا حساب ہوگا ویسے ہی بندوں کے حقوق کا بھی حساب ہوگا۔ میدانِ حشر میں حقوق العباد کے سلسلے میں حق تلفی اس وقت تک معاف نہ ہوگی جب تک کہ صاحبِ حق معاف نہ کرے۔

اساتذہ کے حقوق

تعلیم ایک نہایت اہم اور مقدّس فریضہ ہے، اسی اہمیت اور تقدّس کے پیشِ نظر اُستاد اور شاگرد دونوں کی اپنی اپنی جگہ جداگانہ ذمہ داریاں ہیں۔ اُنھیں پورا کرنا دونوں کے فرائض میں شامل ہے۔ اگر ان ذمہ داریوں کو بطریقِ احسن پورا کیا جائے تو پھر تعلیم بلاشبہ ترقی کی ضامن ہوتی ہے۔

استاد معلّم و مربی ہونے کے لحاظ سے روحانی باپ کے درجے میں ہوتا ہے۔ استاد حصولِ علم کے بنیادی ارکان میں سے اہم رُکن ہے، حصولِ علم میں جس طرح درس گاہ و کتاب کی اہمیت ہے اسی طرح استاد کا ادب و احترام مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ شاگرد پر استاد کی تعظیم و احترام لازم ہے کیوں کہ استاد کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم میں شامل ہے اور ادب کے بغیر اگر علم حاصل ہو بھی جائے تو بھی علم کے فیضان سے یقیناً محرومی ہوتی ہے۔ ایک طالبِ علم اس وقت تک علم سے نفع نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ وہ علم، اہلِ علم اور اپنے اساتذہ کی تعظیم و توقیر نہ کرتا ہو۔ ایک حدیث میں ہے:

تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، وَتَعَلَّمُوا لَهُ السَّكِينَةَ وَالْوَقَارَ، وَتَوَاضَعُوا لِمَنْ تَتَعَلَّمُونَ مِنْهُ (جامع بیان العلم: 583)

علم حاصل کرو۔ اس کے لیے سکینت و وقار بھی سیکھو۔ جن سے علم حاصل کرتے ہو اُن کے لیے تواضع اور عاجزی اختیار کرو۔

ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سوار ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان سواری کی رکاب تھام لی، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! آپ ایسا نہ کریں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی نہیں، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے علماء اور اپنے بڑوں کا ایسا اکرام کریں۔

شاگردوں پر استاد کے چند حقوق درج ذیل ہیں:-

۱۔ اُستاد کا احترام کرے اور ادنیٰ سی بے ادبی سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔

۲۔ استاد کی اطاعت کرے اور اس کے ساتھ ادب و احترام سے گفتگو کرے۔

۳۔ استاد کے سامنے اَدب اور شائستگی سے بیٹھے، ان کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کرے۔

۴۔ کمرا جماعت میں توجہ اور دھیان سے سبق سنے، اگر سبق سمجھ میں نہ آئے تو اُستاد سے پوچھ لینا طالب علم کی ذمہ داری ہے۔

۵۔ طالبِ علم کو چاہیے کہ وہ فضول اور وقت ضائع کرنے والے سوالات سے پرہیز کرے۔

معاون عملہ کے حقوق

اسلام کا یہ حسن ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ماتحتوں اور محکوموں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ کسی کا نگران یا ماتحت ہونا ایک عارضی معاملہ ہے ورنہ بہ حیثیتِ انسان سب برابر ہیں۔ اسلام سب کے ساتھ اخوت اور برابری کے سلوک کی تلقین کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے معاشرے کے ہر فرد کے حقوق متعین فرمادیے۔ جو لوگ دوسروں کی خدمت کر کے روزی کماتے ہیں، ان کے حقوق و فرائض کی نشان دہی فرمادی اور سب کو پابند فرمادیا کہ ان حقوق کی سختی سے پاس داری کریں۔

نبی کریم ﷺ نے ماتحتوں کے حقوق کی اہمیت پر اس قدر زور دیا کہ آپ ﷺ نے اپنے مرض الوفات اور زندگی کے آخری لمحات میں بھی نماز جیسے اہم اسلامی رکن کے ساتھ ساتھ ماتحتوں کے حقوق کی ادائیگی کی وصیت اور تلقین فرمائی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین صفات ایسی ہیں کہ جس میں ہوں گی، اللہ تعالیٰ اس کی موت آسان کردے گا اور اسے جنّت میں داخل کرے گا۔ پہلی: کمزور کے ساتھ نرمی کرنا۔ دوسری: والدین کے ساتھ شفقت کا سلوک اور تیسری اپنے ماتحتوں (خادموں) سے حسن سلوک۔ (سنن ترمذی: 2418)

دوسری حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "یہ خادمین تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے انہیں تمہارا دستِ نگر بنایا ہے، انہیں وہی کھلاؤ، جو تم خود کھاتے ہو۔ وہی پہناؤ، جو تم خود پہنتے ہو اور ان کو ایسے کام پر مجبور نہ کرو، جو ان کی طاقت سے زیادہ ہو، پھر اس کام میں خود بھی اس کی مدد اور اعانت کرو۔ (صحیح بخاری: 29)

نبی کریم ﷺ نے اجرت کی جلدی ادا کرنے کے بارے میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا "مزدور کی اجرت اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دو"۔ (سنن ابن ماجہ: 2443)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اسوہ یہ تھا کہ وہ اپنے غلاموں کے ساتھ مساوی سلوک فرماتے تھے۔ حضرت معرور بن سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میری حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے ایک عمدہ لباس پہنا ہوا تھا اور ان کے غلام نے بھی (ویسا ہی) پہنا ہوا تھا۔

مطلب یہ ہے کام کی تکمیل پر یا وقتِ مقررہ پر اجرت کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ کام کی مقدار بھی متعین ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ مزدور سے اس کی وسعت اور طاقت سے زیادہ کام لے کر اسے گراں بار اور بوجھل کر دیا جائے۔ ملازمین کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی والا رویہ رکھنا چاہیے۔ ان کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شریک کرنا چاہیے۔ اگر کبھی ملازم کی کسی بات پر غصہ بھی آجائے، تو ضبط سے کام لینا چاہیے اور بد اخلاقی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ملازمین کی مالی مدد کرنا نہایت پسندیدہ عمل ہے، جس کا اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑا اجر و ثواب ہے۔

ملازمین کے چند حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ملازمین کے ساتھ حُسنِ سلوک اور انصاف کیا جائے اور ان کی حق تلفی نہ کی جائے۔

۲۔ بیماری یا پریشانی میں انہیں مدد اور سہولت فراہم کی جائے اور ان کی ضروریات اور آرام کا خیال رکھا جائے۔

۳۔ ملازمین کی اجرت مقررہ وقت پر ادا کی جائے اور ان پر ان کی ہمت و طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

۴۔ ملازمین کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھا جائے اور اگر ملازمین سے کوئی غلطی ہو جائے تو درگذر کیا جائے۔

زوجین کے حقوق و فرائض

اسلام دینِ فطرت اور دینِ انسانیت ہے۔ اسلام میں حقوق و فرائض کے حوالے سے زوجین کے باہمی تعلق اور اس رشتے کی بنیاد انتہائی پائیدار ہے۔ اس کے لیے مرد و عورت دونوں پر ذمے داریاں اور ایک دوسرے پر دونوں کے حقوق و فرائض متعین کئے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۠ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۭ (سورۃ البقرہ: 228)

ترجمہ: ''اور اُن کے بھی حقوق (مَردوں پر) ہیں جیسے اُن پر (مَردوں کے) حقوق ہیں (شرعی) دستور کے مطابق البتہ مَردوں کو عورتوں پر برتری حاصل ہے''

قرآن کریم میں خاوند کو قوام (سربراہ) قرار دیا گیا۔ عربی زبان میں "قوام" انتظام کرنے والے کے معنی میں آتا ہے۔ چناں چہ خاندان کے نظام کو قائم رکھنے کے لیے بیوی سے تقاضا کیا گیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ موافقت اور فرماں برداری کا رویہ اختیار کرے اور شوہر کے رازوں اور اُس کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔ اور یہی ہمیشہ نیک بیویوں کا رویہ ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی نظم اطاعت اور موافقت کے بغیر ایک دن بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ یہ نظم کی فطرت ہے۔ اِسے نہ مانا جائے تو وہ نظم نہیں، بلکہ اختلال و انتشار ہوگا جس کے ساتھ کوئی ادارہ بھی وجود میں نہیں آتا۔ اسی طرح عورت اور مرد کے درمیان رازوں کی امانت داری کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھنے والا مسئلہ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے امین ہیں، اسی لیے قرآن مجید میں خاص طور سے اس بات کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اسلام میں شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـــًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(سورۃ النساء: 19)

ترجمہ: ''اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا برتاؤ کرو پھر اگر تم اُنھیں ناپسند کرو تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اُس میں کوئی بہت بڑی بھلائی رکھ دی ہو۔''

ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے بیویوں کے حقوق کے حوالے سے فرمایا: "جو خود کھاؤ، انہیں بھی کھلاؤ، جیسے اچھے کپڑے اور بہترین لباس خود پہنو، انہیں بھی ویسا ہی پہناؤ، انہیں مارو نہیں اور نہ انہیں برے الفاظ کہو"۔ (سنن ابوداؤد: 1832) ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہترین ثابت ہو اور خود میں اپنے اہل و عیال کے لیے تم سب سے بہتر ہوں۔ (سنن ابن ماجہ: 1967)

نبی اکرم ﷺ کے ارشادات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مردوں کو بیویوں کے حق میں سراپا محبت و شفقت ہونا چاہیے اور جائز امور میں ان کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی کرنی چاہیے۔ کچھ لمحوں کے لیے دوسروں کے سامنے اچھا بن جانا کوئی مشکل کام نہیں، حقیقتاً نیک اور اچھا وہ ہے جو اپنی بیوی سے حسن معاشرت کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل سے کام لینے والا اور محبت و شفقت رکھنے والا ہو۔

دوسری طرف بیوی کو بھی شریعت نے اپنے شوہر کے متعلق کچھ ہدایات دی ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ کسی (غیر اللہ) کو سجدہ کرے، تو میں یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ (سنن الترمذی: 1079)۔

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں؟ (بہترین خزانہ) وہ نیک عورت ہے کہ جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، جب شوہر اسے کوئی حکم کرے تو شوہر کی بات مانے۔ اگر شوہر کہیں سفر پر چلا جائے تو اس کے مال اور اپنی عزت کی حفاظت کرے۔ (سنن ابوداؤد: 1417)

خاوند اور بیوی کے چند حقوق مندرجہ ذیل ہیں:۔

1- بیوی کو طعام، لباس، رہائش اور تحفظ فراہم کرے اور اس کے ساتھ شفقت و نرمی سے پیش آئے۔
2- خاوند کی فرماں برداری اور موافقت کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔
3- خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ جائے اور اس کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر آنے کی اجازت نہ دے۔
4- زوجین ایک دوسرے کے راز کی حفاظت کریں اور ایک دوسرے کی عزت و احترام کا خیال رکھیں۔
5- زوجین ایک دوسرے سے گفتگو میں تمیز اور سلیقے کا مظاہرہ کریں۔

اسلام کی رو سے میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں، ایک دوسرے کی عزت ہیں۔ ایک کی عزت میں کمی دونوں کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ اگر میاں بیوی ان ہدایات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی فکر کریں گے، تو گھر آباد ہوں گے۔ اگر اپنی نفسانیت یا ہٹ دھرمی کو سامنے رکھتے ہوئے صرف اپنے حقوق لینا یاد رہے اور خود پر جو حقوق لازم ہیں ان کی طرف بالکل توجہ نہ دی جائے، تو اس کا نتیجہ بربادی کے علاوہ کچھ نہیں ہے، دنیا کا گھر بھی بے سکون ہوگا اور آخرت کا گھر بھی برباد ہوگا۔ زوجین اگر دینی تعلیمات کے مطابق ایک دوسرے کے حقوق خوش دلی سے پورے کرنے لگیں تو نہ صرف بہت سی خرابیوں کا خاتمہ ہو جائے گا، بلکہ ہمارا معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بن جائے گا۔

اولاد کے حقوق

اسلام ایک متوازن نظام ہے اس نے جس طرح والدین کے حقوق مقرر کیے ہیں اسی طرح اولاد کے حقوق بھی مقرر کیے ہیں۔ اسلام سے پہلے جاہلی معاشرے میں نہ صرف عرب میں بلکہ پوری دنیا کے اندر اولاد کے حقوق مقرر نہیں تھے۔ عرب میں کچھ لوگ ایسے تھے جو اولاد بالخصوص لڑکیوں کو قتل کر دیتے تھے، اس کی ایک وجہ غربت اور افلاس کا خطرہ و خدشہ تھا۔ اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ (سورۃ بنی اسرائیل:31)

ترجمہ: "اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو"

احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اولاد کے حقوق کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ نبی کریم ﷺ خود بھی بچوں کے ساتھ بہت شفقت فرماتے تھے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا وہاں اقرع بن حابس ایک بدو سردار بیٹھے تھے، انہوں نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے آج تک ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مہربانی نہیں کرتا اس پر مہربانی نہیں کی جاتی۔ (صحیح بخاری:5538)

اسلام سے قبل عرب اپنے بچوں کے عجیب و غریب نام رکھتے تھے، حضور نبی اکرم ﷺ نے ایسے نام ناپسند فرمائے اور خوبصورت نام رکھنے کا حکم دیا۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو ہمیں معلوم ہے کہ اولاد پر والدین کا کیا حق ہے (ہمیں یہ بتایئے کہ) والد پر اولاد کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ فرمایا: یہ کہ اس کا اچھا نام رکھا جائے، اور اس کی اچھی تربیت کی جائے۔ (شعب الایمان للبیھقی:8405)

ایک حدیث میں ہے والد اپنے بچے کو جو بہترین عطیہ دے سکتا ہے وہ اچھا ادب (تربیت) ہے۔ (سنن ترمذی:1875)

اولاد پر خرچ کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اور اس بارے میں برابری کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اسی طرح اولاد کو عطیہ دینے میں کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نعمان رضی اللہ عنہ کو کچھ مال عطا فرمایا اور نبی کریم ﷺ کو گواہ بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اسی طرح عطا کیا ہے؟ "بشیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس کو واپس لے لے۔ اللہ سے ڈرو، اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ دوسری روایت میں ہے کہ مجھے اس پر گواہ مت بناؤ، میں ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔ (صحیح بخاری:2456،2398)

اولاد کے چند حقوق مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ اولاد پر دستور کے مطابق خرچ کیا جائے اور ان پر رحمت و شفقت کی جائے۔

2۔ اولاد کو عطیہ دینے میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔

3۔ بچوں کا اچھا نام رکھا جائے اور سنت کے مطابق عقیقہ کیا جائے۔

4۔ انہیں اچھی تعلیم و تربیت دی جائے۔ اور انہیں اچھی صحبت مہیا کی جائے۔

بچوں کو اسلامی تعلیمات سے شناسا کرنے اور انہیں اسلامی آدابِ زندگی سکھانا ماں باپ کا فرض ہے۔ انہیں اچھے کردار اور اچھے اخلاق والا بنایا جائے اور ان کی ایسی تربیت کی جائے کہ وہ ایک اچھا مسلمان اور معاشرے میں ایک کارآمد رکن بن جائے۔

بیوہ کے حقوق

جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے ایسی عورت بیوہ کہلاتی ہے۔ اسلام سے قبل ایسی عورت بے یار و مددگار سمجھی جاتی تھی۔ اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو شوہر کے گھر والے اس کی بیوی کے بھی زبردستی وارث بن بیٹھتے اور عورت کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو کسی بھی جگہ اسے شادی کی اجازت نہ دیتے اور وہ ساری عمر یوں ہی گزارنے پر مجبور رہتی۔ اسلام نے اس ظلم کو ختم کیا اور بیوہ کے حقوق اور اسے آزادی دینے کی سختی سے تاکید کی۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

(سورۃ النساء:19)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تمھارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور اُنھیں اس لیے مت روکو کہ تم اُنھیں جو کچھ دے چکے ہو اس میں سے کچھ لے لو“

اسلام میں بیوہ عورت کو اس کے حقوق دیے گئے ہیں نیز ان کے سرپرستوں کو ان کا نکاح کرانے کی تاکید کی گئی ہے۔ اسلام میں چار مہینے دس دن ایام عدت گزر جانے کے بعد اب بیوہ عورت بااختیار ہے، وہ جہاں کہیں مناسب سمجھے اپنی مرضی سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ اسلام میں بیوہ خواتین کا وراثت میں حق مقرر کیا گیا ہے جس کی ادائی لازم ہے۔ غزوہ احد کے بعد حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیوہ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ دونوں بیٹیاں سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے، اب ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور وراثت لے لیا ہے۔ اس موقع پر سورۃ النساء کی آیت میراث نازل ہوئی۔ چناں چہ آپ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر فرمایا کہ سعد (رضی اللہ عنہ) کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی حصہ دو اور ان کی بیوہ کو آٹھواں حصہ اور اسکے بعد جو بچے وہ تمہارا ہے۔ (سنن ابوداؤد: 2505)

نبی کریم ﷺ نے بیوہ کی کفالت کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح جو دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کرے۔ (صحیح بخاری: 5547) خود حضور اقدس ﷺ نے کئی بیوہ خواتین سے نکاح کیے۔ اسی طرح متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنے زمانے کی مختلف بیوہ عورتوں سے نکاح کیے ان کی کفالت کی اور سوسائٹی و معاشرے میں دوبارہ اُن کو عزت و آبرو بخشی اور اُن کو سماج و معاشرہ میں اُس مہر و عنایت سے مشرف فرمایا جس کے سائے سے وہ محروم ہو گئی تھیں۔

آخرت میں حقوق العباد کی جواب دہی کا معاملہ بہت اہم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس بارے میں اُمّت کو بہت تنبیہ فرمائی ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص سے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق بھی ادا کیے جائیں۔ اور ان کے حقوق میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کی جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ نماز، روزہ و دیگر فرائض کی پابندی کے باوجود رحمت و مغفرت الٰہی سے محرومی مقدر بن جائے۔ ایسے بڑے خطرے اور نقصان سے بچنے کے لیے ہمیں اپنے معاملات کی صفائی کی بہت ضرورت ہے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنی عملی زندگی میں ہم حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کریں اور حقوق العباد کی ادائیگی میں غفلت سے اجتناب کریں کیونکہ حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی سے ہماری عبادتیں بھی ضائع ہو سکتی ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کی ہم اللہ کے بندوں کے حقوق کو سمجھیں اور انہیں صحیح طریقے سے ادا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ حدیث مبارک میں مرد کا بہترین خزانہ قرار دیا گیا۔

الف۔ دولت کو　　ب۔ صحت کو　　ج۔ نیک عورت کو　　د۔ شہرت کو

۲۔ اسلام نے بیوہ کی کتنی عدت مقرر فرمائی؟

الف۔ چار مہینے 5 دن　　ب۔ چار مہینے 10 دن　　ج۔ چار مہینے 15 دن　　د۔ چار مہینے 20 دن

۳۔ عربی میں قوام کس معنی میں آتا ہے؟

الف۔ قومیت کے ب۔ انتظام کے ج۔ آمریت کے د۔ محکومیت کے

۴۔ اولاد کے لیے والد کا بہترین عطیہ ہے؟

الف۔ مال و دولت ب۔ حسن ادب ج۔ زمین جائیداد د۔ عہدہ و منصب

۵۔ نبی کریم ﷺ نے اولاد کے درمیان برابری کی نصیحت کس صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمائی۔

الف۔ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ ب۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

ج۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ د۔ حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ زوجین کے حقوق کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

۲۔ اولاد کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

۳۔ نبی کریم ﷺ نے بیوہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو کس سے تشبیہ دی؟

۴۔ نبی کریم ﷺ نے مزدور کی اجرت جلدی ادا کرنے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

۵۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو اولاد کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ اسلام میں معاون عملہ کے کیا حقوق ہیں؟ تفصیل بیان کریں۔

۲۔ اسلام میں زوجین کے رشتہ کی اہمیت اور ان کے باہمی حقوق کا تذکرہ کریں۔

۳۔ والدین پر اولاد کے کیا حقوق ہیں؟ وضاحت کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- معاون عملہ کے ساتھ روزمرہ زندگی میں کس طرح کا سلوک کرنا چاہیے، تبادلہ خیال کریں۔
- اس پر مذاکرہ کریں کہ آخرت میں حقوق العباد کی ادائیگی کی جواب دہی کس قدر نازک معاملہ ہے۔

برائے اساتذہ کرام

- زوجین کے حقوق کی عدم ادائیگی کی وجوہات اور اس بارے میں تجاویز پر طلبہ کے مابین مباحثہ منعقد کریں۔

وراثت کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- وراثت کے معنی و مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں وراثت و وصیت کے احکام و مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں وراثت سے محروم کرنے والوں کے لیے وعید سے آگاہ ہو سکیں۔
- وراثت کی ادائیگی کے فوائد اور عدم ادائیگی کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- تقسیم وراثت اور وصیت کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں اس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔
- خواتین اور یتیموں کی حساسیت کو سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں شرعی احکام پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

وراثت کا مفہوم:

وراثت یا میراث کا معنی ہے کہ کسی چیز کا ایک سے دوسرے کے پاس منتقل ہونا۔ اصطلاح میں وراثت اس مال کو کہتے ہیں جو میت کی ملکیت اس کے زندہ ورثاء کی طرف منتقل کی جاتی ہے۔ وراثت کے علم کو علم المیراث اور علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔ فرائض کے لغوی معنی ہیں متعین حصے۔ چوں کہ میراث میں مستحقین کے حصے متعین ہوتے ہیں، اس لئے ان حصوں کو فرائض کہا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ایک ہمہ گیر اور آفاقی ضابطہ وراثت عطا کیا ہے اور تمدنی استحکام اور عائلی و خاندانی نظام کی نشوونما کے لیے ابدی احکام میراث پیش کیے ہیں جن میں ان تمام ناانصافیوں کا ازالہ کر دیا گیا ہے جو اس سے قبل انسانی معاشرے میں پائے جاتے تھے۔ میت جو مال چھوڑ کر جاتی ہے اس پر ترتیب وار چار حقوق مرتب ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے میت کے مال سے میانہ روی سے اس کے کفن دفن کے اخراجات پورے کئے جائیں، اس کے بعد اس کے قرضے ادا کئے جائیں، قرضوں کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس نے کوئی وصیت کی ہو تو اس کی وصیت پوری کی جائے۔ اس کے بعد بقیہ مال شریعت کے مطابق وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

وراثت کی فرضیت و اہمیت: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا (سورۃ النساء: 7)

ترجمہ: "مردوں کے لیے اس (ترکہ) میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ گئے اور عورتوں کے لیے بھی اس میں سے حصہ ہے جو ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ گئے (خواہ) وہ (ترکہ) تھوڑا ہو یا زیادہ (اللہ کی طرف سے) مقرر کردہ حصہ ہے۔"

سورۃ النساء میں وراثت اور وصیت کے احکام بیان کرنے کے بعد ان حدود اللہ پر عمل کرنے والوں کے لیے جنت کی بشارت دی گئی ہے اور ان حدود کو توڑنے والوں کے لیے جہنم کی وعید وارد ہے، چنانچہ ارشاد الٰہی ہے۔

یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدود ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرے وہ (اللہ) اسے ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے

نہریں بہتی ہیں (وہ) ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے وہ اسے آگ میں داخل کرے گا جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اسکے لیے ذلت آمیز عذاب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی میراث کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا "فرائض (میراث) اور قرآن سیکھو اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو کیونکہ میں وصال پانے والا ہوں"۔ (سنن ترمذی: 2017)

وصیّت کے احکام ومسائل

اگر کسی کے ذمے کسی حق کی ادائیگی لازم ہے تو اس پر وصیت لکھنا لازم ہے اور یہ کہ اس وصیت لکھنے میں کسی پر ظلم نہ کیا جائے، ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "ایک مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ کوئی ایسا معاملہ جس میں اسے وصیت کرنی ہو تو وہ دو راتیں بھی اس حالت میں نہ گزارے کہ اس کے پاس لکھی ہوئی وصیت موجود نہ ہو"۔ (صحیح بخاری: 2533)

وصیّت کے احکام درج ذیل ہیں۔

۱۔ وصیّت تحریری شکل میں ہونی چاہیے یا اس پر گواہ مقرر کر لیے جائیں۔

۲۔ وصیّت ترکہ کے ایک تہائی سے زیادہ مال میں جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص پورے مال کی وصیت کردے تب بھی تہائی مال ہی میں وصیت معتبر ہوگی۔

۳۔ اگر کسی کے ذمہ اللہ کا حق باقی ہو جیسے زکوٰۃ، کفارہ، نذر (منت) وغیرہ یا حقوق العباد میں سے کسی کا حق ہو تو اس بارے میں وصیت کرنا اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔

۴۔ وصیّت کسی بھی دینی یا رفاہی کام کے لیے کی جاسکتی ہے لیکن کسی حرام کام کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز ایسی وصیّت کرنا جس سے کسی دوسرے کو تکلیف یا نقصان پہنچانے کا احتمال ہو شرعاً حرام ہے۔

وراثت کے احکام ومسائل: ابتدائے اسلام میں وصیت کا اصول کار فرما تھا۔ ہر شخص اپنی زندگی میں وصیت کے ذریعے اپنے وارثوں کے حصے اور حقوق متعین کر دیتا تھا۔ اس کے بعد وراثت کے تفصیلی احکام دیے گئے۔ قرآن مجید کی سورۃ النساء میں وراثت کے احکام بیان کرتے ہوئے قریبی رشتہ داروں کے حصوں کو متعین کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

" اللہ تمھیں تمھاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں وصیّت فرماتا ہے کہ بیٹے کے لیے دو بیٹیوں کے برابر حصّہ ہے، پھر اگر صرف دو (یا دو) سے زائد بیٹیاں ہوں تو جو (ترکہ میّت نے) چھوڑا اُن کے لیے اُس کا دو تہائی ہے، اور اگر ایک ہی بیٹی ہو تو اس کے لیے نصف (ترکہ) ہے، اور (میت کے) ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصّہ ہے اُس میں سے جو (میّت نے) چھوڑا اگر اس (میّت) کی اولاد ہے، اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور اُس کے ماں باپ (ہی) اُس کے وارث ہوئے تو اس کی ماں کا تیسرا حصّہ ہے، پھر اگر اس کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کا چھٹا حصّہ ہے، (یہ تقسیم ہوگی) اس وصیّت پر عمل کرنے کے بعد جو (مرنے والا) کر گیا یا (اس کے) قرض ادا کرنے کے بعد، تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ اُن میں سے کون تمھیں نفع پہنچانے کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے یہ حصّے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں بے شک اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔

اور اُس (ترکہ) میں سے جو تمھاری بیویاں چھوڑ جائیں تمھارے لیے نصف ہے اگر اُن کی اولاد نہ ہو، پھر اگر اُن کی اولاد ہو تو تمھارے لیے چوتھائی ہے اُس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں، اس وصیّت پر عمل کرنے کے بعد جو وہ کر گئی یا (ان کے) قرض ادا کرنے کے بعد، اور اُن (بیویوں) کے لیے اُس میں سے جو تم چھوڑو چوتھا حصّہ ہے اگر تمھاری اولاد نہ ہو، پھر اگر تمھاری اولاد ہو تو اُن کے لیے اُس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ آٹھواں حصّہ ہے، اس وصیّت پر عمل کرنے کے بعد جو تم کر گئے یا (تمھارا) قرض ادا کرنے کے بعد، اور اگر کوئی مرد یا عورت جس کی میراث تقسیم کرنی ہے، کلالہ ہو (نہ اس کے والدین زندہ ہوں نہ

اولاد) اور (ماں کی طرف سے) اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو اُن دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصّہ ہے، پھر اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ سب ایک تہائی حصّہ میں شریک ہوں گے، اس وصیّت پر عمل کرنے کے بعد جو کی گئی یا (اس کے) قرض ادا کرنے کے بعد جب کہ کسی کو نقصان نہ پہنچایا گیا ہو یہ اللہ کی طرف سے حکم ہے اور اللہ خوب جاننے والا نہایت حِلم والا ہے۔"۔ (سورۃ النساء: 12،11)

اسلامی قانون وراثت کی چند خصوصیات

اسلام کا وراثتی نظام عظیم الشان خصوصیات اور امتیازات کا حامل ہے۔ قبل اسلام بعض مختلف تہذیبوں اور اور معاشروں میں عورتوں اور یتیم بچوں کو میراث سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ اسی لیے اسلام نے خواتین اور یتیموں کے حقوق کی خصوصی تاکید فرمائی۔ چناں چہ وراثت میں عورت کے حصے کو بنیاد بنا کر مرد کا حصہ مقرر فرمایا۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے" (سورۃ النساء: 11)۔ اسی طرح یتیموں کے حقوق کے پیش نظر رحم مادر میں موجود بچے کے ورثے کا حق بھی محفوظ کر دیا۔ یتیموں کے بارے میں ان الفاظ میں تاکید کی گئی۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا (النساء: 10)

ترجمہ: "بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں آگ (ہی) بھرتے ہیں اور وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جُھلسیں گے۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

"اے اللہ میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت کی حق تلفی کرنا حرام ٹھہراتا ہوں" (سنن ابن ماجہ: 3668)

وراثت میں ملنے والے یتیم کے مال کی حفاظت اس کے کفیل کی ذمّے داری ہے۔ یتیموں کے ساتھ بدسلوکی کرنے والوں کو سخت ترین عذاب کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں عورت کو ہر حالت میں ترکے کا حقدار ٹھہرایا ہے۔ البتہ عورتوں کی مختلف معاشرتی حیثیتوں اور ذمہ داریوں کے اعتبار سے ترکے میں ان کی نسبت مختلف رکھی گئی ہے کیونکہ ان پر اہل عیال کی کفالت، نان نفقہ وغیرہ کی معاشی ذمہ داری نہیں ڈالی گئی۔ اس سے حکمت اسلامی کی معاشرتی تعلیم کا حسن نمایاں ہوتا ہے۔

تقسیم وراثت کے فوائد اور عدم ادائی کے نقصانات

تقسیم وراثت سے دولت کے ارتکاز کے رجحانات کمزور ہوتے ہیں۔ وراثت کی تقسیم گردش دولت کا سبب بنتی ہے جس سے معاشی خوشحالی پیدا ہوتی ہے اور غربت کا خاتمہ ہوتا ہے، آپس میں اتحاد و اتفاق پیدا ہوتا ہے، نیز وراثت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنا اس کی رضا اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ وراثت کو تقسیم نہ کرنے سے دولت چند لوگوں کے ہاتھوں میں محدود ہو جاتی ہے۔ اور ارتکاز دولت کی وجہ سے معاشی خوشحالی میں خلل پڑتا ہے۔ نیز وراثت تقسیم نہ کرنا بہت سے لڑائی جھگڑوں کا سبب بنتا ہے۔ مسلمان معاشروں میں فتنہ و فساد کی ایک بڑی وجہ وراثت کے معاملات میں مقررہ قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنا اور شرعی حدود کا خیال نہ کرنا ہے۔ اکثر خاندانی جھگڑے اور لڑائیاں زر اور زمین کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ وراثت تقسیم نہ کرنے کی وجہ دنیا کی محبت، مال کی حرص اور وراثت کے قانون سے ناواقفیت بھی ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اہل علم سے وراثت کے شرعی احکام کا علم حاصل کریں۔ ان احکام پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی ان احکام پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ ورثا کو ان کا حق دیں، خصوصاً خواتین اور یتیموں تک ان کے مطالبہ کرنے سے پہلے ان کا حق خود پہنچائیں۔ نیز معاشرے میں ان کے حقوق کے لیے آگاہی پیدا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور ہم اس کی سزا سے بچ سکیں۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ علم میراث کو کہا جاتا ہے۔

الف۔ علم کلام ب۔ علم فقہ ج۔ علم تصوف د۔ علم فرائض

۲۔ کتنے مال کی وصیت کی اجازت ہے؟۔

الف۔ ایک تہائی مال ب۔ دو تہائی مال ج۔ آدھا مال د۔ سارا مال

۳۔ تقسیم وراثت سے رجحانات کمزور ہوتے ہیں۔

الف۔ گردش دولت کے ب۔ تقسیم دولت کے ج۔ ارتکاز دولت کے د۔ کسب دولت کے

۴۔ وراثت کے احکام بیان کیے گئے ہیں۔

الف۔ سورۃ النساء میں ب۔ سورۃ المائدۃ میں ج۔ سورۃ الاعراف میں د۔ سورۃ الطلاق میں

۵۔ احکام وراثت پر عمل نہ کرنے کی وجہ کیا ہے۔

الف۔ حرص و جہالت ب۔ غصہ و نفرت ج۔ حسد و بغض د۔ تکبر و غرور

ب۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ وراثت سے کیا مراد ہے؟

۲۔ وراثت کے بارے میں ایک آیت مبارکہ لکھیے؟

۳۔ وصیّت کے بارے میں ایک حدیث مبارک لکھیے۔

۴۔ بعض صورتوں میں خواتین کا حصہ مختلف کیوں رکھا گیا؟

۵۔ یتیموں کا مال کھانے کے بارے میں کون سی وعید وارد ہے؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ اسلام میں وراثت کی فرضیت و اہمیت بیان کریں۔

۲۔ وصیت و وراثت کے احکام و مسائل بیان کریں۔

۳۔ وراثت کی ادائیگی کے فوائد اور عدم ادائیگی کے نقصانات کا جائزہ لیں؟

سرگرمیاں برائے طلبہ

- سورۃ النساء کی آیت وراثت کی روشنی میں دور حاضر کے وراثت کے مسائل کے موضوع پر مذاکرہ کریں۔
- "اسلام کے معاشی نظام میں تقسیم وراثت کے ذریعے ارتکاز دولت کا خاتمہ اور معاشی توازن" کے موضوع پر مذاکرہ کریں۔
- شریعت کی روشنی میں خواتین اور یتیموں کی وراثت کی حساسیت اور اہمیت پر مذاکرہ کریں؟

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ سے اس بات پر مذاکرہ کروائیں کہ روزمرہ زندگی میں وراثت اور وصیت کے شرعی احکام کس طرح لاگو کیے جاسکتے ہیں۔
- وراثت کے احکام اور متعین حصص (اصحاب الفروض) کے بارے میں طلبہ سے مشق کروائیں۔

نکاح و طلاق کی اسلامی تعلیمات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

علم

- نکاح طلاق/ خلع کا مفہوم جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں نکاح طلاق/ خلع کے احکام سمجھ سکیں۔
- روز مرّہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے بارے میں آگاہ ہو سکیں۔
- عملی زندگی میں نکاح کے فوائد اور طلاق کے انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔

صلاحیت

- نکاح و طلاق کے متعلق شرعی احکامات جان کر کامیاب عائلی زندگی گزارنے والے بن سکیں۔
- روز مرّہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات اور فضول خرچی کے نقصانات سمجھ کر ان سے اجتناب کر سکیں۔

نکاح مرد عورت کے درمیان شرعی اصولوں پر کیا گیا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں ان دونوں کو میاں بیوی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے اور ان سے پیدا ہونے والی اولاد کا شرعاً نسب ثابت ہو جاتا ہے۔ نیز ان پر باہم مختلف حقوق و فرائض عائد ہو جاتے ہیں۔

اسلام انسان کو معاشرے کے اندر رہ کر ایک معتدل زندگی بسر کرنے اور مرد و عورت کے باہمی تعلق سے ایک پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل کا درس دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کی اہلیت اور استطاعت رکھنے کے باوجود نکاح نہ کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ نکاح کرنا نہ صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی تعمیل ہے بلکہ تکمیل دین اور حفاظتِ ایمان کا ذریعہ بھی ہے۔

ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الْإِيمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِي (المعجم الاوسط: 7862)

جس نے نکاح کر لیا تو اس نے اپنا نصف ایمان کامل لیا تو اب بقیہ نصف کے بارے میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرے۔

نکاح کے احکام

نکاح سے متعلق بعض احکام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- باہمی مشاورت سے ایسے رشتے کو منتخب کرنا چاہیے جو نیک سیرت، مہذب، بااخلاق اور شریعت اسلامی کا پابند ہو اور ازدواجی زندگی کو کامیاب بنانے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

2- نکاح کے لیے لڑکے لڑکی میں کفو یعنی ہر ممکن حد تک مناسبت کا لحاظ رکھا جائے تاکہ دونوں میں ہم آہنگی، مطابقت و موافقت اور الفت پیدا ہو۔

3- کسی کی منگنی پر منگنی کرنا جائز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے نکاح کے پیغام پر پیغام نہ بھیجے سوائے اس کی اجازت کے"۔(سنن ابو داؤد: 2081)

4- نکاح کے معاملے میں فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ کسی مرد یا عورت کی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

5- نکاح میں مہر کی حیثیت فرض کی ہے۔ شریعت نے مہر کو عورت کا لازمی حق قرار دے کر ازدواجی زندگی کی اہمیت اور قدر و قیمت کا احساس دلایا ہے کہ نکاح ایک سنجیدہ عمل ہے۔

6- نکاح کے وقت ہی مہر ادا کر دینا چاہئے۔ مہر اتنا ہونا چاہیے جو آسانی سے ادا کیا جا سکے۔ یہ نہ ہو کہ محض نام و نمود کے لئے بڑی بڑی رقمیں طے کر لی جائیں اور بعد میں اس کی ادائیگی مشکل ہو جائے۔

7- ولیمہ کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ولیمہ سادگی سے کرنا چاہیے اور اس میں سب لوگوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ نیز شادی میں فضول خرچی اور غیر اسلامی رسوم سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے "بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس میں مالداروں کو بلایا جائے اور محتاجوں کو چھوڑ دیا جائے"۔ (صحیح بخاری: 4779)

غیر شرعی رسوم کے نقصانات:

موجودہ دور میں اکثریت فریضہ نکاح کے متعلقہ مسائل سے غافل ہے حتیٰ کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کا علم نہیں۔ جبکہ لوگ رسم و رواج اور خرافات میں گھرے ہوئے ہیں۔ شادی بیاہ کے موقع پر بہت سے رسمیں ادا کی جاتی ہیں جن کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہر وہ رسم جس میں اسلام کے اصولوں کی خلاف ورزی ہو وہ غیر اسلامی ہے۔ ان رسومات میں بہت زیادہ فضول خرچی اور اسراف سے کام لیا جاتا ہے جو کہ صریحاً اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایک حدیث میں ہے " سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں سب سے مشقت کم سے کم ہو۔ (مسند ابوداؤد طیالسی: 1518)۔ ان رسومات میں سے ایک رسم بیٹیوں کو وراثت میں حصہ دینے کی بجائے جہیز دینا ہے۔ اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کا مطالبہ کرنا غیر شرعی اور غیر اخلاقی عمل ہے، نیز یہ جہالت اور لالچ کی نشانی ہے۔ اسی طرح اگر مالی وسعت نہ ہو تو سادگی سے ولیمہ کیا جائے۔ ولیمے پر فضول خرچی، نمود و نمائش اور تفاخر کرنا شرعاً مذموم ہے۔

نکاح کے فوائد

نکاح کے فوائد درج ذیل ہیں۔

1- نکاح گناہوں سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔

2- نکاح سے محبت والفت کا جذبہ تقویت پاتا ہے۔

3- نکاح نسلِ انسانی کی بقا کا سبب ہے اور اس کے ذریعے سے اولاد اور نسب کا تحفظ ہوتا ہے۔

4- نکاح سے صحت مند معاشرہ وجود میں آتا ہے اور اس سے سکون واطمینان حاصل ہوتا ہے۔

5- نکاح سے ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

طلاق اور اس کے احکام

طلاق مرد و عورت کے درمیان نکاح کے ذریعے قائم ہونے والے تعلق کو ختم کرنے کا نام ہے۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ جو مرد و عورت رشتہ نکاح میں منسلک ہو جائیں، ان کے نکاح کو قائم اور برقرار رکھنے کی حتی المقدور کوشش کی جائے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز کاموں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (سنن ابوداؤد: 1863)۔ البتہ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلافات اس درجے کو پہنچ جائیں کہ زوجین میں صلح نہ ہو سکے اور یہ خطرہ ہو کہ اگر یہ بدستور رشتہ نکاح میں بندھے رہے تو اللہ تعالی کی حدود کو قائم نہ رکھ سکیں گے اور نکاح کے مقاصد فوت ہو

جائیں گے تو ایسی ناگفتہ بہ صورتِ حال سے خلاصی کے لیے شریعت نے طلاق کے ذریعہ رشتہء نکاح کو ختم کرنے کا ایک باوقار طریقہ تعلیم دیا ہے۔ طلاق کے بارے میں بعض احکام درج ذیل ہیں:۔

1۔ بلاوجہ طلاق دینا اور طلاق کا مطالبہ کرنا ناپسندیدہ ہے، نیز غصہ کی حالت میں طلاق نہ دی جائے۔

2۔ بیوی کو پاکیزگی کی حالت میں صرف ایک طلاق دی جائے حتیٰ کہ عدت پوری ہو جائے، نیز طلاق اور رجوع میں گواہ بنا لیے جائیں۔

3۔ ایک یا دو مرتبہ طلاق دی ہو تو عدت کے دوران رجوع کیا جا سکتا ہے اور عدت کے بعد دوبارہ نکاح بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسے طلاق رجعی کہتے ہیں۔

4۔ اگر تین طلاق یعنی طلاق مغلظہ دی ہو تو فریقین میں تب تک دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا جب تک کہ عورت کا کسی دوسری جگہ نکاح نہ ہو اور وہاں سے بھی طلاق ہو جائے۔

5۔ طلاق کے بعد عورت پر خاوند کے گھر پر عدت گزارنا لازم ہے، اس دوران منگنی اور نکاح ممنوع ہے، عدت کے دوران نان و نفقہ مرد پر لازم ہوگا۔

خلع اور اس کے احکام

مال کے بدلے میں نکاح ختم کرنے کو خلع کہتے ہیں۔ خلع سے مراد یہ ہے کہ اگر عورت ازدواجی زندگی سے مطمئن نہ ہو اور شوہر بلا عوض طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو شرعاً عورت کے لیے یہ طریقہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ خلع کی پیش کش کرے اور مرد عورت سے معاوضہ لے کر اسے چھوڑ دے۔ جس طرح مرد کو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے اسی طرح عورت کے لیے خلع کا طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ بغیر کسی جواز کے عورت کا خلع لینا درست نہیں ہے سوائے یہ کہ انہیں اندیشہ ہو کہ وہ دونوں احکام شرعیہ کی پابندی نہیں کر سکیں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے اپنے شوہر سے بغیر کسی معقول عذر اور مجبوری کے طلاق کا مطالبہ کیا، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ (سنن ترمذی: 1187)۔ شوہر اگر طلاق دینا چاہتا ہے تو معاوضہ وصول کرنے کے لالچ میں وہ بیوی کو خلع لینے پر مجبور نہیں کر سکتا، اگرچہ وہ بیوی کو مہر میں بھاری رقم ہی کیوں نہ دے چکا ہو۔

طلاق کے نقصانات

طلاق کے نقصانات درج ذیل ہیں۔

1- طلاق سے میاں بیوی کے درمیان مقدس رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔

2- طلاق کی وجہ سے دو خاندانوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے۔

3- طلاق کی وجہ سے بچے ماں یا باپ کی شفقت اور سرپرستی سے محروم ہو جاتے ہیں۔

4- طلاق کی وجہ سے بچوں کی تربیت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

5- طلاق کی وجہ سے خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور اسلامی عائلی نظام تشکیل نہیں پاتا۔

اگر عائلی معاملات میں اسلامی اصولوں کی رعایت کی جائے تو عمومی طور سے طلاق کی نوبت ہی نہیں آتی اور اگر خدانخواستہ علیحدگی ہو بھی جائے تو مرد و عورت دوبارہ نکاح کی تجدید کر سکتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم نکاح و طلاق اور عائلی معاملات میں شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کی پیروی کریں۔ نکاح کے موقع پر شریعت و سنت کا اہتمام کریں، غیر شرعی رسوم اور فضول خرچی سے پرہیز کریں اور لوگوں کو بھی ان کے نقصانات سے آگاہ کریں تاکہ معاشرے سے ان کا خاتمہ ہو سکے۔ شریعت و سنت کی پیروی سے نکاح میں برکت ہوگی، گھریلو زندگی میں خوشگوار ماحول پیدا ہوگا اور نسلوں پر اس کے اچھے اثرات ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اللہ تعالیٰ کی رضا نصیب ہوگی اور رضائے الٰہی ہی دنیوی و اُخروی کامیابیوں کی ضامن ہے۔

مشق

الف۔ درست جواب کا انتخاب کریں۔

۱۔ نکاح میں مہر کی حیثیت ہے۔

الف۔ فرض ب۔ واجب ج۔ سنت د۔ نفل

۲۔ نکاح کی حیثیت ایک معاہدے کی ہے۔

الف۔ معاشی ب۔ سیاسی ج۔ معاشرتی د۔ مالی

۳۔ جس طلاق کے بعد دوبارہ نکاح جاری رکھا جا سکتا ہے اسے کہا جاتا ہے؟

الف۔ طلاق بائن ب۔ طلاق رجعی ج۔ طلاق مغلظہ د۔ طلاق بتہ

۴۔ جس طلاق کے بعد دوبارہ نکاح جاری نہیں رکھا جا سکتا ہے اسے کہا جاتا ہے؟

الف۔ طلاق معلق ب۔ طلاق مقید ج۔ طلاق رجعی د۔ طلاق مغلظہ

۵۔ جس نے نکاح کیا اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

الف۔ ایک تہائی ب۔ دو تہائی ج۔ آدھا د۔ پورا

ب۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

۱۔ نکاح کی اہمیت پر ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

۲۔ طلاق کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

۳۔ حدیث نبوی میں کسی کی منگنی پر منگنی کرنے کا کیا حکم ہے؟

۴۔ طلاق رجعی اور طلاق مغلظہ کسے کہتے ہیں؟

۵۔ خلع سے کیا مراد ہے؟

ج۔ درج ذیل کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ اسلام میں نکاح کی اہمیت اور احکام بیان کریں۔

۲۔ اسلام میں طلاق اور خلع کے احکام بیان کریں۔

۳۔ روز مرہ زندگی میں شادی بیاہ میں ہونے والی غیر شرعی رسومات کے نقصانات کا جائزہ لیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلاق و خلع کے نقصانات کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں۔
- موجودہ دور میں طلاق/خلع کی شرح میں اضافے کی وجوہات اور اس میں کمی لانے کی تجاویز پر ایک مضمون تحریر کریں۔
- شادی بیاہ کی تقریبات میں غیر اسلامی رسوم کے خاتمے کے لیے مذاکرے کا اہتمام کیا جائے۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ نکاح طلاق و خلع کے مسائل کے موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔
- نکاح طلاق و خلع کے احکام و مسائل کے بارے میں طلبہ سے مشق کروائیں۔